بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ماہنامہ جرمنی

اخبار احمدیہ

جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان

جلد نمبر-13 مدیر-نعیم احمد نیر کتابت و ڈیزائننگ: رشید الدین، عاصم شہزاد، ماہ احسان، وفا 1387 ہجری شمسی، بمطابق جون، جولائی 2008ء شمارہ نمبر 6

قرآن کریم

(ترجمہ) - وہ لوگ جو ہدایت ظاہر ہونے پر پھر گئے، شیطان نے ان کو اُن کا عمل اچھا کر کے دکھایا ہے۔ اور ان کو (جھوٹی) امیدیں دلائی ہیں۔

یہ اس لئے ہوا ہے کہ وہ ان لوگوں کو جو خدائی تعلیم کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں، کہہ رہے ہیں کہ ہم تمہاری بعض باتوں میں اطاعت کریں گے اور اللہ ان کی رازداری کو جانتا ہے۔

سو اس وقت کیا حال ہوگا جب فرشتے ان کی روح قبض کر رہے ہوں گے (اور) ان کے مونہوں اور ان کی پیٹھوں پر کوڑے لگا رہے ہوں گے۔

یہ اس لئے ہوگا کہ جس بات کو اللہ نے ناپسند کیا وہ اس کے پیچھے چل پڑے اور خدا کی رضا (کی جستجو) کو ناپسند کیا سو خدا نے بھی اُن کے اعمال ضائع کر دیئے۔

(سورۃ محمدؐ آیات 26 تا 29، ترجمہ از تفسیر صغیر صفحہ 674)

حدیث حضرت خاتم النّبیین ﷺ

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: انسان بعض اوقات بے خیالی میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی کوئی بات کہہ دیتا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے بے انتہاء درجات بلند کر دیتا ہے اور بعض اوقات وہ لاپرواہی میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی کوئی بات کر بیٹھتا ہے جس کی وجہ سے وہ جہنم میں جا گرتا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ سے ہر وقت رہنمائی اور ہدایت کی توفیق مانگتے رہنا چاہیے کہ وہ ہمیشہ بھلی اور نیک بات ہی منہ سے نکلوائے)

(بخاری کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان)

﴿قرآن کریم خلافتِ دائمی کی بشارت دیتا ہے﴾

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

''اب یاد رہے کہ اگرچہ قرآن کریم میں اس قسم کی بہت سی آیتیں ایسی ہیں جو اس اُمت میں خلافتِ دائمی کی بشارت دیتی ہیں اور احادیث بھی اس بارہ میں بہت سی بھری پڑی ہیں لیکن بالفعل اس قدر لکھنا اُن لوگوں کیلئے کافی ہے جو حقائق ثابت شدہ کو دولت عظمیٰ سمجھ کر قبول کر لیتے ہیں اور اسلام کی نسبت اس سے بڑھ کر اور کوئی بداندیشی نہیں کہ اس کو مردہ مذہب خیال کیا جائے اور اس کی برکات کو صرف قرنِ اول تک محدود رکھا جاوے۔ کیا وہ کتاب جو ہمیشہ کی سعادتوں کا دروازہ کھولتی ہے وہ ایسی پست ہمتی کا سبق دیتی ہے کہ کوئی برکت اور خلافت آگے نہیں بلکہ سب کچھ پیچھے رہ گیا ہے۔ نبی تو اس اُمت میں آنے کو رہے۔ اب اگر خلفائے نبی بھی نہ آویں اور وقتاً فوقتاً روحانی زندگی کے کرشمے نہ دکھلاویں تو پھر اسلام کی روحانیت کا خاتمہ ہے اور پھر ایسے مذہب کو موسوی مذہب کی روحانی شوکت اور جلال سے نسبت ہی کیا ہے جس میں ہزارہا روحانی خلیفے چودہ سو برس تک پیدا ہوتے رہے اور افسوس ہے کہ ہمارے معترض ذرہ نہیں سوچتے کہ اس صورت میں اسلام اپنی روحانیت کے لحاظ سے بہت ہی ادنیٰ ٹھہرتا ہے اور نبی متبوع صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ کچھ بہت بڑا نبی ثابت نہیں ہوتا اور قرآن بھی کوئی ایسی کتاب ثابت نہیں ہوتی جو اپنی نورانیت میں قوی الاثر ہو پھر یہ کہنا کہ یہ امت خَیْرُ الْاُمَمِ ہے اور دوسری اُمتوں کے لئے ہمیشہ روحانی فائدہ پہنچانے والی ہے اور یہ قرآن سب الٰہی کتابوں کی نسبت اپنے کمالات اور تاثیر وغیرہ میں اکمل واتم ہے اور یہ رسول تمام رسولوں سے اپنی قوتِ قدسیہ اور تکمیل خلق میں اکمل واتم ہے کیسا بے ہودہ اور بے معنی اور بے ثبوت دعویٰ ٹھہرے گا؟ اور پھر یہ ایک بڑا فساد لازم آئے گا کہ قرآن کی تعلیمات کا وہ حصہ جو انسان کو روحانی انوار اور کمالات میں مشابہ انبیاء بنانا چاہتا ہے جو ہمیشہ کے لئے منسوخ خیال کیا جائے گا کیونکہ جب کہ اُمت میں یہ استعداد ہی نہیں پائی جاتی کہ خلافت کے کمالات باطنی اپنے اندر پیدا کر لیں تو ایسی تعلیم جو مرتبہ کے حاصل کرنے کے لئے تاکید کر رہی ہے محض لاحاصل ہوگی۔ درحقیقت فقط ایسے سوال سے ہی کہ کیا اسلام اب ہمیشہ کے لئے ایک مذہب مردہ ہے جس میں ایسے لوگ پیدا نہیں ہوتے جن کی کرامات معجزات کے قائم مقام اور جن کے الہامات وحی کے قائم مقام ہوں۔ بدن کانپ اٹھتا ہے چہ جائیکہ کسی مسلمان کا نعوذ باللہ ایسا عقیدہ بھی ہو! خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت کرے جو ان ملحدانہ خیالات میں اسیر ہیں''۔

(شہادۃ القرآن۔ روحانی خزائن جلد 6۔ صفحہ 351 تا 356)

رپورٹ جلسہ یومِ خلافت منعقدہ ناصر باغ گروس گیراؤ

الحمد للہ مورخہ 27 مئی 2008 بروز منگل لوکل امارت گروس گیراؤ کے تحت یوم خلافت کا انعقاد کیا گیا۔ یہ پروگرام مرکز کی ہدایت کے مطابق منعقد کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس موقع پر جماعتی اور جرمن جھنڈے پورے ایک ہفتہ تک سربلند رہے۔ جھنڈے روزانہ صبح لہرائے جاتے اور شام کو اتار دیئے جاتے۔

پروگرام سے پہلے ہال کو صد سالہ جوبلی کے مونوگرام کے ساتھ بنائے گئے خوبصورت بڑے بینرز اور دوسرے کئی ایک بینرز کے ساتھ بہترین طریقہ سے سجایا گیا۔ لجنہ اماء اللہ نے لجنہ ہال کی تزئین و آرائش میں بھی کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ اس دن منگل کا روز تھا باوجود کام کا دن ہونے کے احباب جماعت نے کثیر تعداد میں اس میں شرکت کی اور سارا دن ناصر باغ میں گزارا۔

دن کا آغاز نماز تہجد سے کیا گیا بعد ازاں نماز فجر ادا کی گئی اور پھر امام صاحب نے درس دیا۔ بعد ازاں احباب اپنے گھروں کو تشریف لے گئے اور پھر صبح 11.00 بجے احباب دوبارہ ناصر باغ میں جمع ہونا شروع ہو گئے۔ بارہ بجے پرچم کشائی کی تقریب منعقد ہوئی۔ پہلے ناصرات الاحمدیہ کے گروپ نے ایک ترانہ پیش کیا اور بعد ازاں اطفال الاحمدیہ کے گروپ نے بھی ترانہ پیش کیا۔ لوائے احمدیت مکرم عبدالسلام خان صاحب لوکل امیر گروس گیراؤ نے اور جرمن جھنڈا مکرم نیشنل امیر صاحب نے بلند کیا۔ اس وقت فضا میں غبارے چھوڑے گئے اور فضاء اللہ اکبر، احمدیت زندہ باد، خلافت احمدیہ زندہ باد، حضرت خلیفۃ المسیح الخامس زندہ باد وغیرہ کے پرشوکت نعروں سے گونج اٹھی اس وقت کے جذبات کو الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔

بعد ازاں تمام ممبران جماعت ہال میں تشریف لے گئے اور حضور انور کا پرشوکت اور عظیم خطاب سنا۔ ہال میں مکمل خاموشی تھی اور ہر کوئی پیارے امام کی نصائح سننے میں محو تھا۔ کسی کو کسی بات کا ہوش نہ تھا بس ان تاریخی لمحات کو اپنے اندر سمونے میں محو تھا۔ حضور انور کے پرشوکت خطاب کے بعد وہ لمحہ بھلایا نہیں جا سکتا جب پیارے آقا نے احباب جماعت سے تاریخی عہد لیا۔ عہد کیا لیا جا رہا تھا جسم میں ایک نئی روح داخل ہو رہی تھی۔

بعد ازاں احباب کی خدمت میں پر تکلف کھانا، کولڈ ڈرنک اور جلیبیاں پیش کی گئیں۔ پھر نماز ظہر اور عصر کی ادائیگی کے بعد مقامی پروگرام کا آغاز ہوا۔ جس کی صدارت نیشنل امیر مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نے فرمائی۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے اردو و جرمن ترجمہ کے ساتھ ہوا اس کے بعد خلافت کے بارہ میں ایک نظم پیش کی گئی۔ بعد ازاں ایک جرمن تقریر مکرم مسرور احمد صاحب نے کی اسکے بعد لجنہ اماء اللہ کی طرف سے ناصرات الاحمدیہ کے ایک گروپ نے خلافت کے موضوع پر ایک ترانہ کورس کی صورت میں پیش کیا جسے تمام حاضرین نے بہت پسند کیا۔ بعد ازاں لجنہ کی (باقی صفحہ نمبر 4 پر)

قسط اول

گلاب چہرے

(منور احمد خالد، کوبلنز، جرمنی)

ایک پنتھ دو کاج محاورہ کے تحت ہم بھی اس کے قائل ہیں کہ سیر کے وہاں جاؤ جہاں کوئی جلسہ ہو۔ اس طرح ایک تو مسیح الزماں علیہ السلام کی جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لئے کی گئی ڈھیر ساری دُعاؤں سے حصہ مل جاتا ہے۔ اور دوسرے نیک فطرت لوگ اپنے آپ میں بھی تبدیلی کا احساس پاتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ مزکی تھے آپؐ جس پر پیار کی نظر ڈالتے اس سے خدا بھی پیار کرنے لگتا اور وہ اپنے چاند چہروں سے پہچانے جاتے تھے۔ اس زمانہ میں اس مزکی کے نمائندے کے نورانی چہرے کو بار بار دیکھنے کی خواہش 2006ء میں آسٹریلیا، فجی، نیوزی لینڈ، اور جاپان کے جلسوں میں لے گئی تھی۔ اب افریقی ملکوں کا ارادہ بھی اس لئے ہے کہ کسی طرح کسی بہانے خلیفہ وقت کی پیار کی نظر پڑ جائے۔ جرمنی میں تو تین سال سے پہلے ملاقات کی باری نہیں آتی چنانچہ آپ ایدہ اللہ کو بار بار دیکھنے اور پیار کی نظر پا لینے کا اس سے اچھا موقع اور کیا ہوگا۔

یوں تو دنیا میں بہت سی جوبلیاں منائی جاتی ہیں کسی شہنشاہ کی، کسی بادشاہ کی، کسی کمپنی کی، کسی ادارے کی، لیکن آج ہم جس جوبلی کی بات کر رہے ہیں وہ صد سالہ خلافت جوبلی ہے۔ 2008 خلافت جوبلی کا سال ہے اور اس عظیم نعمت کے سو سال پورے ہونے پر نوافل، روزوں، صدقات، درود اور دُعاؤں کو پورے سال پر پھیلا کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے مزید نعمتیں حاصل کرنے اور دنیا کے مختلف ممالک میں منعقد ہونے والے جلسہ ہائے سالانہ کو جوبلی کے سال کی شایانِ شان منانے کا پروگرام بھی بنایا گیا ہے۔ جن میں سے بعض میں حضور انور بطور خاص شامل ہو کر عالمی خطاب فرمائیں گے۔ ان جلسوں کی ابتداء براعظم افریقہ کے ملک گھانا سے ہونا تھی اور 17، 18، 19 اپریل کی تاریخیں مقرر ہوئیں۔

خاکسار کے دل کی تو یہ خواہش ہے کہ ہر براعظم بلکہ ہر ملک کے جلسہ میں شامل ہو جائے۔ اس لئے آغاز تو میں کر دوں، انجام خدا جانے کے تحت نہ صرف گھانا بلکہ افریقہ کے مزید چار ملکوں نائیجیریا، ٹوگو، بینن، بورکینا فاسو، کی سیاحت کا پروگرام بھی بنا ڈالا۔ وہاں کے لوگوں کے رنگ تو کالے ہیں مگر اکثر لوگ دل میں نور ایمان لئے گلاب چہرے رکھتے ہیں۔ ان گلاب چہروں سے بھی ملنا ہو جائے گا۔ افریقہ کے بعد امریکہ اور کینیڈا رہ جائیں گے یا پھر حج یا عمرہ کی خواہش کے ساتھ خاتمہ بالخیر کی دُعا ہے۔

پروگرام طے پا جانے کے بعد اب دوسرا مرحلہ ٹکٹ اور روٹ کا تھا کہ کس ہوائی کمپنی سے جایا جائے اور کون سا راستہ اختیار کیا جائے؟ نامور ائر لائنز براہ راست تھیں مگر بہت مہنگی، ہم نے ایجنسی سے گزارش کی کہ کوئی سستی ائر لائن ڈھونڈیں۔ خاتون دفتر کافی دیر کمپیوٹر پر دیکھنے کے بعد بولیں ایک چھوٹی سی مصری ائر لائن ہے تو سہی مگر اس پر آپ کو ایک دن قاہرہ میں قیام کرنا پڑے گا۔

24 گھنٹے بعد دوسرا جہاز قاہرہ سے اکرہ روانہ ہوگا۔ اس پر ہم نے نفع نقصان کا حساب کرنے کے لئے ایک دن کی مہلت مانگی۔ حساب کتاب لگایا کہ اگر مصر کے رستہ جایا جائے اور ایک دن کا قیام ہو تو کچھ اضافی خرچ سے ایک مزید ملک دیکھا جا سکے گا اور ملک بھی وہ جو تاریخی عجائبات سے مالا مال ہے۔

مکرم حلمی شافعی صاحب کے بیٹے ڈاکٹر حاتم صاحب سے فون پر پوچھا کہ اہرام مصر قاہرہ سے کتنے فاصلہ پر ہیں تو انہوں نے بتایا بہت ہی قریب ہیں اور نہر سویز 30 کلو میٹر دور ہے۔ اب دل اور دلائل مصر کے حق میں تھے اس لئے اگلے دن ہم نے جا کر براستہ قاہرہ ٹکٹ بنانے کا کہہ دیا۔ انہوں نے ریزرویشن کرتے ہوئے تنبیہ بھی کی کہ ہفتہ کے اندر اندر آپ کو ادائیگی کر کے ٹکٹ لینا ہوگی ورنہ ریزرویشن کینسل ہو جائے گی۔ ان ٹکٹوں کے نرخ بدلتے رہتے ہیں ہوسکتا ہے کئی ماہ تک یہی رہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ کل ہی قیمت میں اضافہ ہو جائے۔ اس پر ہمیں اپنے ایک محترم استاد حضرت عبدالرحمٰن صاحب بنگالیؓ کی سکھائی ہوئی ایک انگریزی ضرب المثل یاد آئی کہ A bird in Hand is better than two in a Bush کہ ہاتھ میں آیا ہوا ایک پرندہ ان دو پرندوں سے بہتر ہے جو ابھی جھاڑی میں ہیں۔ چنانچہ ہم نے فرمانبردار شاگرد بنتے ہوئے کہا کہ ابھی ٹکٹ بنا دیں اور ٹکٹ بن گئی گویا اب ہم واقعی جا رہے تھے۔

ایک استاد کی یاد کیا آئی تمام اساتذہ یاد آتے چلے گئے۔ ان میں سے ایک چوہدری عبدالرحمٰن صاحبؒ تھے۔ ہمیں ریاضی پڑھایا کرتے تھے۔ انکے پڑھائے ہوئے الجبرے کے دسیوں کلیئے تو یاد نہیں رہے مگر ''ایک اکیلا دو گیارہ'' ضرور یاد ہے۔ یہ سوچ کر اپنے بھانجے مظفر کو فون کیا اور اسے بھی اپنے ساتھ جانے کے لئے قائل کر لیا اب ہماری سوچیں پروگرام بنانے میں لگ گئیں اور مصر کی پوری تاریخ یاد آنا شروع ہوگئی۔ مصر، حضرت یوسفؑ کا مصر، اس کا مصر جس کے حسن کو دیکھ کر امیر زادیاں مبہوت رہ گئیں تھیں۔ حضرت موسیٰؑ کا مصر، ہاں اسی کا مصر جس کے قوی اور امین ہونے کی دو عورتوں کی گواہی قرآن نے ریکارڈ کر دی۔ پھر اُس فرعون کا مصر جو اپنے آپ کو خدا سمجھتا تھا اور سمجھتا تھا کہ اس کی کرسی بہت مضبوط ہے۔

جدید مصر کی طرف سفر کرنے والوں کے کئی مقاصد ہوں گے مگر ہمارے سفر کے لئے تو واضح قرآنی ہدایات موجود ہیں کہ زمین کی سیر اس نظریے کے تحت کرو کہ دیکھو ہم نے جھٹلانے والوں کا کیا حشر کیا ان کا انجام دیکھو اور سبق حاصل کرو۔

قاہرہ اگر قہار سے نکلا ہے تو اسم بامسمّیٰ ہے واقعی ان فرعونوں خاص طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابل آنے والے فرعون کا کیا حشر ہوا؟ اس فرعون کی مثال دے کر آئندہ آنے والے فرعونوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ یہی حشر تمھارا بھی ہوگا۔ ویسے دو فرعونوں کا حال تو ہم نے بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوا ہے۔ مصر کے اس سفر کا مقصد دنیا کا ایک عجوبہ اہرام مصر دیکھنا بھی تھا جن میں 3500 سال پہلے حنوط شدہ ممیاں رکھی جاتی تھیں۔ پُرانے زمانہ میں مشینری کی سہولت نہ ہونے کے باوجود یہ عظیم عمارات کیسے بنائی گئیں یہ بھی تو معمہ ہے۔

پھر سورۃ رحمان میں بیان شدہ دو سمندروں کو ملانے والی نہر سویز بھی دیکھنا تھی کہ جو قرآنی سچائی کی ایک اور دلیل ہے اور یہ بھی کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں لولو اور مرجان نکلتے ہیں لیکن سنا ہے اس کے لئے تو گہرے سمندر میں غوطے لگانے پڑتے ہیں اور اس فن سے ہم قطعی نابلد ہیں۔

ذہنی طور پر تو ہم افریقہ پہنچ چکے تھے مگر عملی طور پر سوائے ٹکٹ خریدنے کے کوئی کام نہ ہوا تھا۔ یورپ اور دنیا کے اکثر بڑے بڑے ممالک میں تو جرمن پاسپورٹ پر ویزہ کے بغیر سفر کر سکتے ہیں مگر تیسری دنیا کے ممالک نے ویزہ کو بھی کمائی کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ ان چھ ملکوں کا ویزہ لگوانا کافی کٹھن مرحلہ تھا اور کافی وقت اور رقم لگی۔

اختر شیرانی نے روس سے ''نپولین کی واپسی'' کے عنوان سے ایک نظم لکھی تھی جس کا خاص طور پر یہ مصرع مجھے بہت پسند ہے۔

راستہ تو کر ہی لے گی میری تیغ آبدار

چنانچہ قبل اس کے کہ تیغ آبدار نکالی جائے ان کے سفارت خانوں کے ایڈریس معلوم کیے۔

جب تک دارالحکومت بون میں تھا بہت آسان تھا آدھے گھنٹے میں جا کر جس ملک کا چاہو ویزہ لگوا لاؤ مگر اب سب کچھ برلن جا چکا ہے اور دوسری مشکل یہ کہ اب یہ اپنا ایڈریس نہیں دیتے کہ کہیں کوئی شریف آدمی ڈھونڈتے ڈھونڈتے پہنچ ہی نہ جائے اور بقول مجید لاہوری مرحوم۔

بلبل سویا ہے دفتر میں تم اس کو مت جگاؤ

اب یہ زیادہ تر Internet سے کام چلاتے ہیں اور ہم شروع سے ہی اس ایجاد کے خلاف۔۔۔ تو نہیں مگر اس میں الجھنے کے خلاف ہیں اس لئے ابھی تک اس کا استعمال نہ سیکھ سکے۔ یار لوگوں نے بہتیرا سمجھایا کہ سیکھ لو لکھنے لکھانے پڑھنے پڑھانے میں مصروف ہو جاؤ دل لگا رہے گا مگر ہم نہ مانے۔

☆ ☆

باقی آئندہ انشاء اللہ

مختصر تبلیغی سرگرمیاں

لوکل امارت بینز ہائیم

اس ماہ ایک اسکول کی کلاس کے چالیس بچے مسجد بشیر میں آئے انھیں اسلام اور جماعت کے متعلق معلومات دی گئیں۔ سیاسی پارٹی SPD کی ممبر Frau Klein نے ۴ جون کو مسجد میں آ کر اپنا تعارفی پروگرام پیش کیا۔ انہیں جماعت کا تعارف کروایا گیا۔

برگ ماسٹر Herr Thorsten Hermann نے جماعت کے وفد کو اپنے دفتر میں دعوت دی۔ جہاں اسے جماعت کا تعارف کروایا گیا مزید انتخابی پروگرام پر بات کی گئی۔ آخر میں اسے خلافت جوبلی شیلڈ اور پوپ کے جواب والی کتاب بھی دی گئی۔

لوکل امارت Dietzenbach

مورخہ ۱۱ جون کو برگر ہاؤس میں بین المذاہب کانفرنس ہوئی جس میں اسلام کے متعلق نہایت احسن رنگ میں احباب و خواتین کو معلومات دیں گئیں۔ حاضری ۲۰۰ تھی۔ ان میں یہودی، عیسائی، مراکش کے مسلمان، ترکی اور جماعت کے نمائندگان شامل تھے۔

لوکل امارت Frankfurt:

ایک تبلیغ سیمینار منعقد کیا گیا۔ خلافت جوبلی پروگرام میں ۱۱۰ افراد شامل ہوئے۔

لوکل امارت Friedberg:

حلقہ Nidda میں مورخہ ۱۲ جون کو گیارویں کلاس کے ۲۰ طلباء اپنی ٹیچر کے ہمراہ نماز سینٹر میں آئے۔ انھیں جماعت کا تعارف اور نماز سینٹر کا تعارف کروایا گیا۔ پھر سوال و جواب کی مجلس ہوئی۔ آخر پر انھیں جماعتی لٹریچر بھی دیا گیا اور کھانے سے تواضع کی گئی۔

لوکل امارت Hamburg:

ہمبرگ سٹی میں دو جرمن میٹنگ ہوئیں جن میں بالترتیب ۳۰ اور ۲۸ جرمن شامل ہوئے۔ ٹائیڈ ٹی وی اور ریڈیو پر ایک ایک گھنٹہ کے دو پروگرام ہوئے۔ ایک تبلیغ ورکشاپ بھی منعقد کی گئی۔ اس میں ۱۵۰ افراد شامل ہوئے۔

لوکل امارت Hochtaunus:

خلافت جوبلی V I P پروگرام میں ۶۰ افراد شامل ہوئے

لوکل امارت Koblenz:

مورخہ ۲۳ جون کو Bundeswehr کا وفد مسجد میں آیا۔ انہیں جماعت کا تعارف کروایا گیا۔ ان کے سوالوں کے جواب دیئے گئے۔ مورخہ ۲۵ جون کو کوبلنز کے ایک بڑے ہسپتال کے Krankenpfleger کا کورس کرنے والے لڑکے اور لڑکیاں اپنے ٹیچر کے ہمراہ مسجد میں آئے۔ انکی تعداد ۲۵ تھی

باقی صفحہ نمبر ۴ پر

اخلاقی تعمیر کی اہمیت، پانچ بنیادی اخلاق

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ، مورخہ 24 نومبر 1989 بموقع مسجد فضل لندن

مذہبی قومیں بغیر اخلاقی تعمیر کے تعمیر نہیں ہوسکتیں۔ اور یہ تصور بالکل باطل ہے کہ انسان بداخلاق ہو اور باخدا ہو۔ اس لیئے مذہبی قوموں کی تعمیر میں سب سے اہم بات ان کے اخلاق کی تعمیر ہے اور یہ تعمیر جتنی جلدی شروع ہو اتنا ہی بہتر ہے اور اتنا ہی آسان ہوتی ہے۔ پس اس پہلو سے لجنہ اماء اللہ نے سب سے ابتدائی اور بنیادی کام کرنے ہیں اور یہی بنیادی اور ابتدائی کام عمر کے دوسرے حصوں میں خدام کے سپرد ہوں گے اور انصار کے بھی سپرد ہوں گے لیکن بنیادی طور پر ایک ہی چیزیں ہیں جو عمر کے مختلف حصوں میں مختلف مجالس کو خصوصیت سے سرانجام دینی ہیں۔

1: سچ کی عادت

سب سے پہلی بات سچ کی عادت ہے۔ آج دنیا میں خرابی کا سب سے بڑا عنصر جھوٹ ہے۔ وہ قومیں جو ترقی یافتہ ہیں جو بظاہر اعلیٰ اخلاق والی کہلاتی ہیں وہ بھی اپنی ضرورت کے مطابق جھوٹ بولتی ہیں۔ اپنوں سے نہیں بولتیں تو غیروں سے جھوٹ بولتی ہیں۔ ان کے فلسفے جھوٹ پر مبنی ہوتے ہیں۔ ان کا نظام حیات جھوٹ پر مبنی ہے۔ ان کی اقتصادیات جھوٹ پر مبنی ہے۔......

میرے نزدیک جب تک بچپن سے سچ کی عادت نہ ڈالی جائے بڑے ہو کر سچ کی عادت ڈالنا بہت مشکل کام ہو جاتا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے اپنے بعض خطبات میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے سچ بولنا بھی مختلف درجات سے تعلق رکھتا ہے اور مختلف مراحل سے تعلق رکھتا ہے اور کم سچ اور زیادہ سچ اور زیادہ سچ اور اس سے زیادہ سچ۔ اتنے بے شمار مراحل ہیں سچ کے بھی کہ ان کو طے کرنا بالآخر نبوت تک پہنچتا ہے۔ اور صدیق کے مرحلے سے آگے خدا تعالیٰ نے سچائی کا جو مقام تجویز فرمایا ہے اس کو نبوت کہا جاتا ہے۔ ایسا سچ جس کا کوئی پہلو بھی جھوٹ کی ملونی اپنے اندر نہ رکھتا ہو لیکن یہ ہیں بڑے اور اونچے اور بلند منصوبے جو قرآن کریم نے ہمارے سامنے پیش کیئے ہیں۔.........

اس لیے بہت ہی اہم بات ہے کہ ہم اپنے بچوں کو شروع ہی سے نرمی سے بھی اور سختی سے بھی سچ پر قائم کریں اور کسی قیمت پر بھی ان کے جھوٹے مذاق کو بھی برداشت نہ کریں۔ یہ کام اگر مائیں کر لیں تو باقی مراحل جو ہیں قوم کے لیے بہت ہی آسان ہو جائیں گے، اور ایسے بچے جو سچے ہوں وہ اگر بعد میں لجنہ کی تنظیم کے سپرد کیے جائیں یا خدام الاحمدیہ کی تنظیم کے سپرد کیے جائیں ان سے وہ ہر قسم کا کام لے سکتے ہیں، کیونکہ سچ کے بغیر وہ فائبر میسر نہیں آتا، وہ تانا بانا نہیں ملتا جس کے ذریعے آپ بوجھ ڈال سکتے ہیں یا منصوبے بنا کر ان میں استعمال کر سکتے ہیں۔ جھوٹی قومیں کمزور ہوتی ہیں۔ ان کے اندر اعلیٰ قدریں برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہوا کرتی۔ لیکن یہ ایک بڑا لمبا تفصیلی مضمون ہے اس کو آپ فی الحال نظر انداز فرمائیں اور یقین رکھیں کہ سچ کے بغیر کسی اعلیٰ قدر کی کسی اعلیٰ منصوبے کی تعمیر ممکن نہیں۔ اس لئے جماعت احمدیہ میں بچپن سے ہی سچ کی عادت ڈالنا اور مضبوطی سے اپنی اولادوں کو سچ پر قائم کرنا نہایت ضروری ہے، اور جو بڑے ہو چکے ہیں ان پر اس پہلو سے نظر رکھنا اور ایسے پروگرام بنانا کہ بار بار خدام اور انصار اور لجنات اس طرف متوجہ ہوتے رہیں کہ سچائی کی کتنی بڑی قیمت ہے اور اس وقت جماعت کو اور دنیا کو جماعت کی وساطت سے کتنی بڑی ضرورت ہے۔

2: نرم اور پاک زبان کا استعمال

تربیت کا دوسرا پہلو نرم اور پاک زبان کا استعمال کرنا اور ایک دوسرے کا ادب کرنا ہے۔ یہ بھی بظاہر چھوٹی سی بات ہے۔ ابتدائی چیز ہے لیکن جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے وہ سارے جھگڑے جو جماعت کے اندرونی طور پر پیدا ہوتے ہیں یا ایک دوسرے سے تعلقات میں پیدا ہوتے ہیں ان میں جھوٹ کے بعد سب سے بڑا دخل اس بات کا ہے کہ بعض لوگوں کو نرم خوئی کے ساتھ کلام کرنا نہیں آتا۔ ان کی زبان میں درشتگی پائی جاتی ہے۔ ان کی باتوں اور طرز میں تکلیف دینے کا ایک رجحان پایا جاتا ہے، جس سے بسا اوقات وہ باخبر نہیں ہوتے۔ جس طرح کانٹے دکھ دیتے ہیں اور ان کو پتہ نہیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں، اسی طرح بعض لوگ روحانی طور پر سوکھ کر کانٹا بن جاتے ہیں اور ان کی روزمرہ کی باتیں چاروں طرف دکھ بکھیر رہی ہوتی ہیں۔ تکلیف دے رہی ہوتی ہیں اور ان کو خبر بھی نہیں ہوتی کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ ایسے اگر مرد ہوں تو ان کی عورتیں بیچاری ہمیشہ ظلم کا نشانہ بنی رہتی ہیں اور اگر عورتیں ہوں تو ان کے مردوں کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔ یہ بات بھی ایسی ہے جس کو بچپن ہی سے پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ گھر میں بچے جب آپس میں ایک دوسرے سے کلام کرتے ہیں، اگر وہ آپس میں ادب اور محبت سے کلام نہ کریں، اگر چھوٹی چھوٹی بات پر تُو تُو، میں میں، جھگڑے شروع ہو جائیں تو آپ یقین رکھیں کہ آپ ایک گندی نسل پیچھے چھوڑ کر جانے والے ہیں۔ ایک ایسی نسل پیدا کر رہے ہیں جو آئندہ زمانوں میں قوم کو تکلیفوں اور دکھوں سے بھر دے گی اور آپ اس بات کے ذمہ دار ہیں، آپ کی آنکھوں کے سامنے ان بچوں نے ایک دوسرے سے زیادتیاں کیں سختیاں کیں اور بدتمیزیاں کیں اور آپ نے ان کو ادب سکھانے کی طرف کوئی توجہ نہیں کی۔

یہی بچے جب اطفال الاحمدیہ کے سپرد ہوں یا لجنات بچیوں کے طور پر سپرد ہوں تو وہاں ایک مصیبت کھڑی کر دیتے ہیں، ان بچوں کی تربیت کرنا بہت مشکل کام ہے اور ہم نے جو تربیت کے بڑے بڑے کام کرنے ہیں وہ ہو ہی نہیں سکتے اگر ابتدائی طور پر مادہ تیار نہ ہو۔ مادہ تیار ہو تو پھر اس کے اوپر جتنا کام آپ کرنا چاہیں، جتنا اس کو سجانا چاہیں اتنا سجا سکتے ہیں۔ پس اس پہلو سے نرم کلام، ادب و احترام کے ساتھ ایک دوسرے سے سلوک کرنا یہ بہت ہی ضروری ہے۔ بڑے بڑے خطرناک جھگڑے اس صورت حال کی طرف توجہ نہ دینے کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں اور چونکہ مجھے ساری دنیا سے مختلف نزاع کبھی بالواسطہ کبھی بلاواسطہ پہنچتے رہتے ہیں اس لیئے میں نے محسوس کیا ہے کہ جب تک بچپن سے اولاد کو زبان کا ادب نہیں سکھاتے اس وقت تک آئندہ بڑے ہو کر قوم میں ان کے کردار کی کوئی ضمانت نہیں دے سکتے۔ اور ان کی بدخلقیاں بعض اوقات نہایت ہی خطرناک فساد پیدا کر سکتی ہیں جن کے نتیجے میں دکھ پھیل سکتے ہیں، جماعتیں بٹ سکتی ہیں، منافقتیں پیدا ہو سکتی ہیں، سلسلہ سے انحراف کے واقعات ہو سکتے ہیں کیونکہ یہی چھوٹی چھوٹی باتیں جن کو لوگ معمولی سمجھتے ہیں لیکن جن کے اوپر آئندہ قوموں کی تعمیر ہوتی ہے اور اس کے نتیجے میں بہت بڑے بڑے واقعات رونما ہو جاتے ہیں۔

3: وسعت حوصلہ

تیسری چیز وسعت حوصلہ ہے۔ بچپن ہی سے اپنی اولاد کو یہ سکھانا چاہیے کہ اگر تمہیں کسی نے تھوڑی سی کوئی بات کہی ہے یا تمہارا کچھ نقصان ہو گیا ہے تو گھبرانے کی ضرورت نہیں، اپنا حوصلہ بلند رکھو، اور حوصلے کی یہ تعلیم بھی زبان سے نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر اپنے عمل سے دی جاتی ہے، بعض بچوں سے نقصان ہو جاتے ہیں، گھر کا برتن ٹوٹ گیا، کھانا کھاتے ہوئے پانی کا گلاس الٹ گیا اور ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر میں نے دیکھا ہے کہ بعض ماں باپ برافروختہ ہو کر بچوں کے اوپر برس پڑتے ہیں، ان کو گالیاں دینے لگ جاتے ہیں، چپڑیں مارتے ہیں اور کئی طرح کی سزائیں دیتے ہیں۔...... ان گھروں میں جہاں بچوں سے بدسلوکیاں ہو رہی ہوں وہاں آئندہ قوم میں بڑا حوصلہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ حضرت مصلح موعودؓ جب بچے تھے تو حضرت مسیح موعودؑ کا ایک بہت ہی قیمتی مقالہ جس کو آپؑ نے تحریر فرمایا تھا اور اس کو طباعت کے لیے تیار فرمایا تھا، وہ آپ نے کھیل کھیل میں جلا دیا اور سارا گھر ڈرا بیٹھا تھا کہ اب پتہ نہیں کیا ہو گا اور کیسی سزا ملے گی۔ لیکن جب حضرت مسیح موعودؑ کو علم ہوا تو آپ نے فرمایا کوئی بات نہیں، خدا اور توفیق دے دے گا۔ حوصلہ اپنے عمل سے پیدا کیا جاتا ہے اور وہ ماں باپ جن کے دل میں حوصلے نہ ہوں وہ اپنے بچوں میں حوصلہ پیدا نہیں کر سکتے اور نرم گفتاری کا بھی حوصلے سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ چھوٹے حوصلے ہمیشہ بدتمیز زبان پیدا کرتے ہیں۔ بڑے حوصلوں میں زبان میں بھی تحمل پیدا ہوتا ہے اور زبان کا معیار بھی بلند ہوتا ہے، پس زبان میں نرمی پیدا کرنا کافی نہیں جب تک حوصلہ بلند نہ کیا جائے۔

4: نقصان سے بچنے کا رجحان

......لیکن وسیع حوصلگی کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ نقصان کی پرواہ نہ کی جائے۔ یہ ایک فرق ہے جو میں کھول کر آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ اس کو سمجھ کر ان دونوں باتوں میں توازن کرنا پڑے گا۔ نقصان ایک بری چیز ہے۔ اگر نقصان کا رجحان بچوں میں پیدا ہو تو ان کو سمجھانا اور عقل دینا اور یہ بات ان کے ذہن نشین کرنا بہت ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو چیزیں پیدا فرمائی ہیں وہ ہمارے فائدہ کے لیے ہیں اور ہمیں چاہیے کہ چھوٹی سے چھوٹی چیز کا بھی نقصان نہ ہو۔ وضو کرتے وقت پانی کا نقصان بھی نہیں ہونا چاہیے۔ برتن دھوتے وقت پانی کا نقصان نہیں ہونا چاہیے۔ کپڑے دھوتے وقت پانی کا نقصان نہیں ہونا چاہیے۔ صرف پانی ہی کو لے لیں تو آپ دیکھیں گے کہ ہماری قوم میں اور بعض ترقی یافتہ قوموں میں بھی نقصان کرنے کا رجحان ہے، میں نے دیکھا ہے بعض لوگ ٹوٹیاں کھول کر کھڑے ہو جاتے ہیں، ان کو کوئی بھی پرواہ نہیں ہوتی کہ گرم پانی یا ٹھنڈا پانی جیسا بھی ہے وہ اکثر ضائع ہو رہا ہے اور بہت تھوڑا ان کے کام آ رہا ہے، حالانکہ پانی خدا تعالیٰ کی ایک ایسی نعمت ہے جس کی قدر کرنا ضروری ہے اور قطع نظر اس سے کہ اس سے آپ کا مالی نقصان کیا ہوتا ہے یا قوم کا مجموعی نقصان کیا ہوتا ہے، یہ بات ناشکری میں داخل ہے کہ کسی نعمت کی بے قدری کی جائے۔ تو حوصلے سے مراد ہرگز یہ نہیں کہ نقصان کی پرواہ نہ کرنے کی عادت ڈالی جائے۔ یہ دو باتیں پہلو بہ پہلو چلنی چاہئیں۔ حوصلے سے مراد یہ ہے کہ اگر اتفاقاً کسی سے کوئی نقصان پہنچتا ہے تو اس کو برداشت کیا جائے۔.......

وہ نقصان جس میں انسان بے اختیار ہو اس پر صبر کا نام حوصلہ ہے، نقصان کی طرف طبیعت کا میلان ہونا یہ حوصلہ نہیں ہے، یہ بیوقوفی ہے، جہالت ہے اور بعض صورتوں میں یہ خود ناشکری بن جاتا ہے اس لیے بچوں کو جب حوصلہ سکھاتے ہیں تو چیزوں کی قدر کرنا بھی سکھائیں۔ ...... تربیت کرنی پڑتی ہے لیکن صبر کے ساتھ۔ بدتمیزی کے ساتھ نہیں۔ اور یہ جو دو باتیں ہیں یہ اکٹھی چلیں گی۔ یعنی حوصلے کی تعلیم اور نقصان سے بچنے کا رجحان کسی قسم کا قومی نقصان نہ ہو۔ اس کے نتیجے میں اندرونی طور پر بھی آپ کی ذات کو آپ کے خاندان کو فوائد پہنچیں گے اور بہت ہی عظیم الشان نتائج نکلتے ہیں۔

(مرسلہ: ملک سکندر حیات نیشنل سیکرٹری تربیت)

باقی آئندہ انشاء اللہ

Vol. 13 Monthly Akhbar-e-Ahmadiyya Germany Issue 6

National Shoba Tasneef, Ahmadiyya Muslim Jamaat, Genfer Str. 11, 60437 Frankfurt/M, Tel:069-50688652, Fax:069-50688666, Email: akhbar3@yahoo.com

سائنس کی دُنیا سے

دھوئیں سے پاک شہر کی تعمیر

ابوظہبی نے ایک ایسے شہر کی تعمیر شروع کر دی ہے جو دھوئیں اور ہر قسم کی آلودگی سے پاک ہوگا۔ پچاس ہزار گھروں پر مشتمل مصدر سٹی کے نام سے تعمیر کئے جانے والے شہر پر بائیس ارب ڈالر لاگت کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ منصوبے کے مطابق اس شہر کے کسی رہائشی کو تیل یا گیس سے چلنے والی گاڑی رکھنے کی اجازت نہ ہوگی اور شہر میں توانائی کی تمام ضروریات شمسی توانائی سے پوری کی جائیں گی۔ اس جدید شہر کے رہائشی مقناطیسی پٹڑی پر چلنے والے گول ڈبے میں سفر کریں گے۔

ابوظہبی اس وقت دنیا میں فی اوسط سب سے زیادہ آلودگی والی سلطنت ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ اس شہر میں مشرقِ وسطیٰ کے مخصوص فن تعمیر کو استعمال میں لا کر ایسے گھر بسانے کی کوشش کی جائے گی جن میں رہائش کے لئے کم سے کم توانائی کی ضرورت پڑے۔ شہر کو پانی کی فراہمی شمسی توانائی سے چلنے والے سمندری پانی کو صاف کرنے والے پلانٹ سے کی جائے گی۔ ماہرین کا خیال ہے کہ اس شہر میں پانی کی ضروریات ساٹھ فیصد کم ہونگی۔

ابوظہبی کی حکومت کا کہنا ہے کہ وہ اس شہر میں ماحول کو آلودگی سے پاک کرنے والی ٹیکنالوجی کو متعارف کرانے کی کوشش کر رہی ہے۔ (بی بی سی نیوز فروری ۲۰۰۸ء)

نیند یا کم خوابی کی وجہ۔ جینز (Genes)

آپ کے سونے یا جاگنے کی صلاحیت کی وجہ آپ کے جینز ہو سکتے ہیں۔ ایک نئی تحقیق سے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ کیا آپ کے صبح اٹھنے یا رات تک جاگنے کی کیفیت کا پتہ آپ کے جینیاتی ورثے سے لگایا جا سکتا ہے یا نہیں۔ نئی تحقیق میں یہ جاننے کے عمل کو آسان بنایا جا رہا ہے اور اس جینیاتی رجحان کی تشخیص اب خون کے ٹیسٹ سے نہیں بلکہ محض تھوک کے نمونے سے ممکن ہو سکے گی۔ جسم میں سونے اور جاگنے کے اوقات Circadian Rhythm کہلاتے ہیں۔ اس ٹیسٹ سے ان جینز کی تشخیص ہو سکتی ہے جو Circadian Rhythm کو متاثر کرتے ہیں۔ Circadian Rhythm پر کئی مختلف جینز اثر انداز ہوتے ہیں اور ان سے پیدا ہونے والے Ribo Nucleaclic Acid یعنی RNA کی مقدار سے انفرادی Circadian Rhythm بنتے ہیں۔ RNA کی پیداوار سے انسان کے مختلف اوقات پر سستی یا عدم سستی محسوس ہوتی ہے۔

REV-ERB نامی ایک جین سہ پہر کے چار بجے سب سے زیادہ RNA پیدا کرتا ہے اور خیال ہے کہ اس کا تعلق جاگنے سے ہے۔

برطانیہ کے شہر Cheltenham میں حال ہی میں ہونے والے ایک سائنسی میلے میں اس جین پر تحقیق کی گئی۔ میلے میں کئی افراد کے تھوک کے نمونے لئے گئے جن میں ان جینز کا پتہ لگا کر دیکھا جائے گا کہ ان افراد میں سستی کی کیا کیفیات ہیں۔ سوانزی یونیورسٹی کی ایک محقق نے بتایا ہے کہ اگر کسی شخص میں سہ پہر چار بجے سے پہلے REV-ERB کی مقدار زیادہ ہو تو ان کے صبح اٹھنے والے شخص ہونے کے امکانات کافی ہیں لیکن اگر کسی میں سہ پہر چار بجے کے بعد REV-ERB کی مقدار زیادہ ہو تو یہ عین ممکن ہے کہ وہ ایسے شخص ہونگے جو رات دیر تک آسانی سے جاگتے ہونگے۔

سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ اس نئے ٹیسٹ سے اب نہ صرف لوگوں کے اس رجحان کا پتہ چل سکے گا بلکہ اس سے جینز پر مختلف اشیاء کے اثرات کے پتہ چلانے میں بھی مدد ملے گی۔ (بی بی سی نیوز جون ۲۰۰۸ء)

بقیہ تبلیغی سرگرمیاں

لوکل امارت Langen:

اس ماہ ۴ جرمن اور ایک اریٹیریا نیشنل کی بیعت ہوئی۔

لوکل امارت Mainz-Wiesbaden:

۱۸ جون کو ۹ جرمنوں کے ساتھ تبلیغی میٹنگ ہوئی۔ اس کے علاوہ ۲۴ جون کو ایک اور تبلیغی میٹنگ ہوئی جس میں ۸ جرمن شامل ہوئے۔

لوکل امارت Mannheim:

یکم جون کو ایک تبلیغی میٹنگ منعقد ہوئی۔ ایک تبلیغ ورکشاپ منعقد کی گئی۔

لوکل امارت Reutlingen:

برگا ماسٹر کی دعوت پر جماعتی وفد ''جرمن ترکی'' مسجد میں گیا جہاں جماعت کا تعارف کروایا گیا اور سوالوں کے جواب بھی دئے۔ آخر پر اوبر برگا ماسٹر کو جماعتی تعارفی لٹریچر دیا۔ بھی دیا گیا۔

لوکل امارت Riedstadt:

مسجد بیت العزیز میں مورخہ ۱۰ جون، کو سکول کے ۶۰ بچے اپنے دو ٹیچر کے ہمراہ آئے۔ مورخہ ۱۱ جون کو سکول کے ۶۰ بچے مسجد بیت العزیز میں آئے۔ مورخہ ۱۱ جون کو ہی سکول کے ۶۰ بچے اپنے دو ٹیچر کے ہمراہ آئے۔ اسی طرح مورخہ ۱۶ جون کو سکول کے ۳۲ بچے اپنے تین ٹیچر کے ہمراہ آئے۔ ان سب کو جماعت اور اسلام کا تعارف کروایا گیا۔

لوکل امارت Rüsselsheim:

ایک تبلیغ سیمینار منعقد کیا گیا۔

جماعت Nürenberg

مورخہ ۸ جون کو Tag der Integration میں جماعت اور کتب کا تعارف کروایا گیا۔ اس میں اوبر برگا ماسٹر اور منسٹر پریزیڈنٹ بائرن اور دیگر شخصیات شامل ہوئیں۔ مورخہ ۲۱ جون کو مثالی وقار عمل کیا گیا۔

جماعت Augusburg

۲ تبلیغی سٹال لگائے گئے۔ ان میں ۳۰۰ افراد تشریف لائے۔ ان میں ۲۵۰ کے قریب لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ اس کے ساتھ کھانے کا سٹال بھی لگایا گیا۔

لوکل ٹی وی پر ۳۰ منٹ کا پروگرام نیشنل امیر صاحب کے ساتھ دکھایا گیا جس میں سوال و جوب بھی کئے گئے

جماعت Bremen

مورخہ ۳۰ جون کو ۷ ٹیچرز کا گروپ مسجد میں تشریف لایا۔ انھیں جماعت کا تعارف کروایا گیا اور ان کے سوالات کے جوابات بھی دیئے۔ مہمان لٹریچر بھی ساتھ لے کر گئے

مورخہ ۲۷ جون کو Stuhr Stadt کی دعوت پر مقامی جنرل سیکریٹری اور قائد صاحب ان سے ملنے گئے جس میں انہوں نے جماعت کے پروگراموں کی تعریف کی اور جماعت سے درخواست کی کہ غیر ملکیوں کی تربیت کے لئے تعاون کریں۔ اور کہا کہ آپ قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق اسلام اور انسانیت کی تعلیم ان لوگوں کو دیں ہم انھیں اکٹھا کریں گے اور آپ ان کی تعلیم کا بندوبست کریں۔

جماعت Berlin

اس ماہ دو جرمن بیتیں ہوئیں۔ تین گھنٹے کا ٹی وی پر پروگرام چلوایا گیا۔

جماعت Kiel

مورخہ ۴ جون کو مسجد بیت الحبیب میں ایک تبلیغی نشست ہوئی جس میں شہر کے مختلف اداروں سے تعلق رکھنے والے ۱۷ عہدداران نے شمولیت کی۔

Kieler Woche میں ۶ دن مسلسل تبلیغی سٹال لگایا گیا۔ اس میں یورپ بھر سے لوگ شامل ہوئے۔

جماعت Radolfzell

ایک جرمن بیعت ہوئی۔

جماعت Bocholt

مورخہ ۱۶ جون کو سکول کے ۲۳ طلباء اور دو اساتذہ مسجد میں آئے۔

۲۵ جون کو ایک تبلیغی میٹنگ ۲۰ جرمنوں کے ساتھ ہوئی۔

(رپورٹ طارق سہیل، شعبہ تبلیغ جرمنی)

غزل

پھولوں میں کس طرح سے لبِ مُشکبو کا رنگ
ہے دل پہ نقش اب بھی تری گفتگو کا رنگ
صحرا نورد یاں، کبھی آوارہ گردیاں
ہر نوکِ خار پر ہے، مری جُستجو کا رنگ
اب یوں کہ مرے دِل میں وہ طغیانیاں نہیں
اب یوں کہ ماند پڑ گیا ہر آرزو کا رنگ
سی! پھر سے، مرے دل کے یہ، بخیے ادھیڑ کر
دیکھوں تو ذرا میں ترے دستِ رفو کا رنگ
تو کیا ہوا؟ جو سر مرے کاندھوں پہ نہ رہا
روشن تو رہ گیا ہے، مری آبرو کا رنگ
بدلا جب اپنی فتح کو، خود ہی شکست میں
پھیکا محیطؔ پڑ گیا، میرے عدُو کا رنگ

(مبشر محیطؔ)

بقیہ جلسہ یوم خلافت گروس گیراؤ

طرف سے ایک جرمن تقریر کی گئی۔ اسی طرح ایک بزرگ مکرم محمد احمد انور صاحب نے خلفاء احمدیت کی محبت اور پیار کا ذکر فرمایا۔ آخر پر مکرمی لوکل امیر صاحب نے شرکاء اور کارکنان کا شکریہ ادا کیا۔

الغرض یہ ایک کامیاب پروگرام تھا جسے خاص طور پر مکرمی نیشنل امیر صاحب نے بہت پسند کیا اور خوشی کا اظہار فرمایا اور اس کامیاب پروگرام پر لوکل امیر صاحب اور خاکسار کو مبارک باد دی۔ الحمد اللہ کہ مہمان بھی بے حد خوش تھے اور برملا اس کا اظہار بھی فرمایا اور مہمان نوازی کی بے حد تعریف کی۔ پروگرام کے اختتام پر حاضرین کی مختلف کھانوں سویٹ ڈش چائے اور مشروبات سے تواضع کی گئی اور بعد ازاں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ اس پروگرام میں احباب وخواتین کی تعداد 1823 رہی۔

درخواست دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام کارکنان کو جنہوں نے کسی نہ کسی رنگ میں اس کی کامیابی کے لئے خدمت کی بہترین جزاء عطا فرمائے اور ہمیں مزید مقبول خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں کی محض اپنے فضل سے پردہ پوشی فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

(رپورٹ سید محمد اقبال شاہ، نائب لوکل امیر گروس گیراؤ)